سبق:18

بیراگی

مہاراجابال کشن اَودھ کے آخری بادشاہ سلطان عالم واجد علی شاہ کے دیوان تھے جن کا کام حکومت کی آمدنی اور خرچ کا حساب کتاب کرنا تھا۔انہیں بادشاہ کی طرف سے بھاری تنخواہ ملتی تھی۔جس کو وہ دل کھول کر خرچ کرتے تھے۔وہ ہر سال برسات کے موسم میں ہندوستان کے سادھوؤں کی دعوت کرتے تھے۔یہ دعوت لکھنؤ کے عیش باغ میں ہوتی اور پورے چار مہینے تک رہتی تھی۔واجد علی شاہ کے وزیراعظم نواب علی نقی خاں کو جو حضور عالم کہلاتے تھے،اس طرح ہر سال لکھنؤ میں سادھوؤں کا جمگھٹ لگنا پسند نہیں تھا۔شاید اس لئے کہ اس کی وجہ سے لکھنؤ میں بلکہ پورے ہندوستان بھر میں مہاراجا کا نام نواب کے نام سے زیادہ مشہور ہوگیا تھا۔نواب اس فکر میں رہتے تھے کہ کسی طرح واجد علی شاہ اس میلے کو ختم کرنے کا حکم دے دیں۔آخر ایک دن جب میلے کو شروع ہوئے ایک مہینہ ہو رہا تھا،انہوں نے بادشاہ کے دربار میں اس کی بات چھیڑی۔

''سلطان عالم،آج کل تو عیش باغ میں خوب رونق ہے''

''اچھا،کیوں؟''بادشاہ نے پوچھا۔

''سادھوؤں کا میلہ چل رہا ہے جہاں پناہ''

''ہاں،ہم نے سنا ہے،برسات کی رُت میں مہاراجابال کشن عیش باغ میں کچھ سادھوؤں کو بلاتے ہیں۔''

''کچھ سادھوؤں کو تو نہیں۔ہزاروں کو،جہاں پناہ ہزاروں کو......ملک بھر کے سادھو آجاتے ہیں۔''

''ہاں؟ پھر تو سچ مچ ہزاروں جمع ہو جاتے ہوں گے۔''

''اور سلطان عالم، یہ سب پورے چار مہینے تک عیش باغ میں ڈیرا ڈالے رہتے ہیں۔''

''چار مہینے تک''

''اور سلطان عالم، چار مہینے تک ان ہزاروں سادھوؤں کو کھانے پینے رہنے سہنے کا سارا خرچ مہاراجا بال کشن اپنی جیب سے دیتے ہیں۔''

''اوہو! اس میں تو مہاراجا کا بڑا پیسہ اُٹھ جاتا ہوگا۔''

''مگر سلطان عالم! مہاراجا کے پاس اتنا پیسہ کہاں سے آیا؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ دعوتیں شاہی خزانے کے پیسے سے ہوتی ہیں۔''

''نہیں حضور عالم کسی کے بارے میں بری بات نہیں سوچنا چاہئے۔''

''سلطان عالم، سرکاری پیسے کا سارا حساب کتاب مہاراجا کے ہاتھ میں رہتا ہے، جو چاہیں وہ کریں۔''

''مگر ہمارے راجا ایسے آدمی نہیں ہیں''

''مگر سلطان عالم پھر ہزاروں آدمیوں کو چار مہینے تک روزانہ............''

سورج ڈوب رہا تھا عیش باغ میں ہر طرف سادھوؤں کی کٹیاں دکھائی دے رہی تھیں جن پر نئے پھونس کے چھپّر پڑے ہوئے تھے۔ زیادہ تر سادھو اپنی کٹی سے باہر نکل آئے تھے۔ ان میں تپسوی، جوگی، بیراگی سبھی تھے، کوئی منتروں کا جاپ کر رہا تھا، کوئی بھجن گا رہا تھا، کوئی اپنے چیلوں کو اُپدیش دے رہا تھا اور کوئی کتھا سنا رہا تھا، گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ آرتیاں اُتاری جا رہی تھیں اور صندل کے دھوئیں سے سارا عیش باغ مہک رہا تھا۔ اچانک صندل کی خوشبو میں کیوڑے، گلاب، اگر بتی اور عنبر کی خوشبوئیں بھی شامل ہوگئیں اور سادھوؤں نے دیکھا کہ عیش باغ کے پوربی پھاٹک سے خوشبوؤں کے دھوئیں میں لپٹی ہوئی شاہی سواری اندر آ رہی ہے۔ موتی جھیل کے کنارے پہنچ کر سواری کے ساتھ کے سب لوگ رُک گئے۔ ان کے بیچ سے واجد علی شاہ ایک خوب صورت سجے ہوئے گھوڑے پر سوار نکلے۔ انہوں نے موتی جھیل کا ایک چکر لگایا پھر اور ایک چکر لگایا اور بالکل چُپ چاپ ایک ایک کٹی پر نظر ڈالتے آگے بڑھ رہے تھے اور تمام سادھو آنکھیں جھکائے خاموش کھڑے تھے۔ ان میں بہت سے ایسے تھے جو کسی بادشاہ کے درشن کرنے کو ثواب کا

کام جانتے تھے، لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ بادشاہ کے چہرے کو نظر بھر کر دیکھنا بے ادبی کی بات سمجھی جاتی ہے، جس پر سزا بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے کوئی سادھو ڈرتے ڈرتے کنکھیوں سے بادشاہ کی طرف دیکھتا بھی تو فوراً نظریں ہٹا لیتا تھا۔

آخر بادشاہ ایک کٹی کے پاس پہنچ کر رُک گئے۔ کٹی کے آگے ایک خوبصورت جوان سادھو سر جھکائے کھڑا تھا۔ بادشاہ نے جو خود بھی بہت خوبصورت جوان تھے اس کے بھبھوت ملے ہوئے بدن اور سر کے بالوں کی لمبی جٹاؤں کو غور سے دیکھا، پھر بہت نرم آواز میں پوچھا۔

''بیراگی ہو''

''ہاں، دیالو''

''نام کیا ہے؟''

''کشن داس''

''شری کرشن جی مہاراج کے بھگت ہو؟''

''ہاں، دیالو''

بادشاہ نے کہا

''ہم نے بھی کرشن لیلا لکھی ہے، وہ محل میں کھیلی بھی جاتی ہے''

اس کے بعد وہ دیر تک کرشن جی کے قصے سناتے رہے اور بیراگی حیرت سے ان کو دیکھتا رہا۔ وہ یہ بھی بھول گیا تھا کہ بادشاہ کے چہرے پر نظر نہیں ڈالنا چاہئے۔ آخر اس نے کہا

''آپ تو کوئی گیانی پنڈت معلوم ہوتے ہیں''

''نہیں بیراگی''

اتنی دیر میں وہاں پر سادھوؤں کی بھیڑ لگ گئی۔

بادشاہ نے بتایا کہ وہ خود بھی قیصر باغ میں جوگیا میلہ شروع کرنے والے ہیں۔ اس کے بعد وہ واپس جانے کے لئے مڑنے لگے اتنے میں ایک بہت بوڑھا جوگی بھیڑ میں سے نکل کر آگے بڑھا۔ بادشاہ کے قریب پہنچ کر اس نے

ہاتھ جوڑے اور کہا۔

''مہابلی ہمارے سوبھاگیہ سے آپ یہاں پدھارے، اب ہماری ایک پرارتھنا ہے کہ ہم سب کو اپنے درشن کرادیں۔

بادشاہ نے مسکرا کر کہا۔

''جوگی جی، ہم تو خود آپ سب کے درشن کرنے آئے تھے، مگر خیر''

یہ کہہ کر انہوں نے اپنے گھوڑے کی سنہری لگام کو ہلکے سے ہلایا اور ایک بار پھر موتی جھیل کا چکر لگایا اور اس بار سب سادھوؤں نے جی بھر کے انہیں دیکھا۔ پھر بادشاہ سواری کے جلوس میں جا ملے اور کچھ دیر میں جلوس عیش باغ کے پھاٹک سے باہر نکل گیا، لیکن دو تین شاہی افسر دس بارہ نوکر اور کئی بڑے بڑے صندوق عیش باغ ہی میں رہ گئے۔ افسروں نے بتایا کہ بادشاہ حکم دے گئے ہیں کہ ہر سادھو کو پانچ پانچ روپے ان کی طرف سے دان کرنے کے لئے دیے جائیں۔

رات گئے تک عیش باغ میں سکوں کی جھنکار سنائی دیتی رہی۔

اسی رات مہاراجا بال کشن واجد علی شاہ کے دربار میں ڈرتے ڈرتے پہنچے۔ کچھ دیر میں دربار سج گیا۔ بادشاہ محل سے آکر تخت پر بیٹھے، علی نقی خاں تخت کے ایک طرف سینے پر ہاتھ باندھے ادب سے کھڑے تھے۔ دوسرے درباریوں سے ایک دو باتیں کرنے کے بعد بادشاہ نے مہاراجا بال کشن کو اپنے سامنے بلوایا، کچھ دیر تک غور سے ان کو دیکھتے رہے، پھر بولے۔

''راجا آج ہم تمہارا میلہ دیکھنے عیش باغ گئے تھے۔''

مہاراجا نے ہاتھ جوڑ کر کہا

''خداوند نعمت یہ میلہ مہاراجا ٹکیت رائے کے زمانے سے چلا آرہا ہے''

''مگر تم نے اسے بہت بڑھا دیا ہے، ہزاروں سادھو آجاتے ہیں، ہم نے سنا ہے تم چار مہینے تک سب کو اپنے پاس سے کھلاتے ہو۔''

مہاراجا کے ماتھے پر پسینا آ گیا، ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ بادشاہ کی بات کا کیا جواب دیں۔ اتنے میں اُنہیں بادشاہ کی آواز سنائی دی۔

''راجا ہم تمہارے اس کام سے جتنا خوش ہوئے اتنا کسی کے کام سے نہیں ہوئے تھے۔''

کچھ دیر تک دربار میں خاموشی رہی پھر بادشاہ نے اپنے وزیراعظم کی طرف دیکھا۔ آہستہ سے مسکرائے اور بولے۔

''یہ سب سادھو ہمارے شہر میں آتے ہیں اور ہمارے باغ میں رہتے ہیں، پھر تو وہ ہمارے مہمان ہوئے، کیوں حضورِ عالم''

''بے شک، سلطانِ عالم'' علی نقی خاں کو کہنا پڑا۔ ''بے شک...... بے شک''

''تو پھر ان کی مہمان نوازی کا بوجھ راجا کی جیب پر نہیں پڑنا چاہئے۔ اب ہر سال یہ سارا خرچ ہمارے خزانے سے دلوایئے۔''

یہ کہہ کر بادشاہ آرام کرنے چلے گئے۔

قریب چالیس سال گزر گئے، دُرگا پوجا کا زمانہ تھا۔ کلکتے کے ایک بڑے مندر کے باغ میں دور دور سے آئے ہوئے کچھ سادھو بیٹھے ہوئے مندر کے پجاری سے اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہے تھے۔ ان میں سے کئی سادھو شاہی زمانے میں لکھنؤ کے عیش باغ میں واجد علی شاہ کے مہمان رہ چکے تھے۔ وہ اس پر افسوس کر رہے تھے کہ پورے ہندوستان کو ہڑپ کر لینے کے بعد اودھ کی سلطنت پر بھی انگریزوں نے قبضہ کر لیا اور لکھنؤ کو ویران کر دیا۔ پجاری نے بتایا کہ سلطنت چھن جانے کے بعد سے واجد علی شاہ کو کلکتے ہی کے ایک محلے مٹیا برج میں رکھا گیا ہے اور آج کل وہ بیمار ہیں۔

''یہاں کلکتے میں، اس کے بن باس کو تیس برس سے اوپر ہو گئے''

پجاری کہنے لگا ''اس کی بادشاہی نہیں رہی تو کیا ہوا، وہ تو ہے، وہ ہمارے دیس کا آخری بادشاہ ہے۔'' پھر پجاری نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور بولا۔

''اس کے بعد کسی بادشاہ کے درشن نہیں ہوں گے۔''

یہ سنتے ہی ایک بوڑھا سادھو اُٹھ کر کھڑا ہوا۔

شام کو وہ بوڑھا سادھو مٹیا برج میں واجد علی شاہ کے بنوائے ہوئے امام باڑے سبطین آباد کے پھاٹک کے سامنے والی سڑک پر ایک کنارے کھڑا ہوا تھا۔ بازار والوں کی باتوں سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ بادشاہ سیر سے واپس آنے والے ہیں اور اسی پھاٹک پر اتریں گے۔ کچھ دیر میں شاہی سواری کا چھوٹا جلوس آتا دکھائی دیا۔ سواری قریب سے گذری تو سادھو نے بادشاہ کو غور سے دیکھا۔ وہ بڑھاپے میں بھی بہت شان دار اور خوبصورت معلوم ہو رہے تھے۔ ان کے پپوٹے سوجے سوجے سے تھے لیکن ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ سواری سادھو کے سامنے سے گزر گئی، پھاٹک کے پاس بادشاہ کو کئی لوگوں نے سہارا دے کر سواری سے اتارا، لیکن پھاٹک میں داخل ہونے کے بجائے بادشاہ مڑے اور سہارا دینے والوں کو پیچھے چھوڑا کر اکیلے ہی آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس مجمع کی طرف بڑھنے لگے، جو ان کو دیکھنے کے لئے اکٹھا ہو گیا تھا۔ یہ شاید نئی بات تھی، اس لئے بادشاہ کو آتا دیکھ کر سارا مجمع تر بتر ہو گیا۔ صرف سادھو اپنی جگہ پر کھڑا رہا، یہاں تک کہ بادشاہ اس کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ سادھو ہاتھ جوڑ کر جھک گیا اور بادشاہ نے کہا۔

''تم کب آئے کشن داس بیراگی؟''

سادھو کچھ دیر تک گم سم رہا، پھر گھٹی ہوئی آواز میں بولا۔

''مہابلی آپ نے مجھے پہچان لیا۔''

''بھلا ہم اپنے مہمانوں کو نہیں پہچانیں گے؟ بادشاہ نے کہا کچھ رُک کے پھر بولے۔

''بیراگی، اس دن عیش باغ میں، جب ہم بادشاہ تھے، تب تو تم نے ہم کو دیالو کہا تھا۔ اب ہم بادشاہ نہیں ہیں پھر ہم کو مہابلی کیوں کہتے ہو؟''

''مہابلی'' بیراگی بولا'' بادشاہ تو آدمی کا دل ہوتا ہے۔ آپ بادشاہ ہیں اور سدا بادشاہ رہیں گے، لیکن ہر بادشاہ دیالو نہیں ہوتا۔ آپ دیالو بھی ہیں اور مہابلی بھی''

اتنی دیر میں بادشاہ کو سہارا دینے والے لوگ قریب آ گئے تھے لیکن بادشاہ وہیں پر کھڑے کھڑے بیراگی سے اس کے سفر کا حال پوچھتے رہے۔ جب بیراگی نے بتایا کہ وہ آج ہی رات کو کلکتے سے واپس جا رہا ہے تو بادشاہ نے پوچھا۔

'ہمارے مہمان نہیں ہوگے؟ پھر بولے" مگراب تو ہم خود بھی فقیر ہیں۔"

اس کے بعد انہوں نے بڑے موتیوں والا ایک ہار اپنے گلے سے اُتار کر بیراگی کی طرف بڑھایا۔

"اسے ہماری طرف سے دان کر دینا۔"

بیراگی نے ہار کو دونوں ہاتھوں سے لے کر آنکھوں سے لگالیا۔ بادشاہ مڑے اور کئی لوگوں کا سہارا لیے دھیرے دھیرے چلتے ہوئے سبطین آباد کے پھاٹک میں داخل ہوگئے۔

لمبے اور تھکا دینے والے سفر کے بعد جب کشن داس بیراگی اپنے مٹھ پر واپس پہنچا تو اس کے چیلوں نے اسے خبر دی کہ کلکتے میں اودھ کے بادشاہ واجد علی شاہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ بیراگی یہ خبر سن کر کچھ نہیں بولا۔ لیکن تین دن بعد تک وہ اپنی کٹی سے باہر نہیں نکلا۔ چوتھے دن چیلوں نے دیکھا کہ بیراگی مرا پڑا ہے۔ اس کی آنکھوں پر بڑے موتیوں کا ایک ہار رکھا ہوا تھا۔ ہار کے کچھ دانوں پر بیراگی کے آنسو چھوٹے چھوٹے موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔

• تلخیص: نیّر مسعود

مشکل الفاظ کے معنی

لفظ	معنی
رُت	موسم
تپسوی	تپسیا کرنے والا۔ پوجا کرنے والا
دَرشن	نظارہ، دیدار
مہابلی	بہت طاقتور
سلطنت	حکومت
مجمع	بھیڑ، ہجوم

تتر بتر	ادھر اُدھر، منتشر ہو جانا
بیراگی	جوگی، فقیر
سلطان عالم	اودھ کے آخری بادشاہ واجد علی شاہ کا خطاب
دیوان	دربار کا ایک عہدہ
اُپدیش	وعظ، نصیحت
بھبھوت	راکھ
خداوند نعمت	مراد بادشاہ، آقا، مالک

1 درج ذیل سوالات کے چار چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں صحیح جواب چُن کر لکھیں۔

(i) مہاراجا بال کشن کس بادشاہ کے دیوان تھے؟

(الف) واحد علی شاہ (ب) ماجد علی شاہ

(ج) امجد علی شاہ (د) واجد علی شاہ

(ii) عیش باغ میں ہر سال کن کی دعوت ہوتی تھی؟

(الف) راہبوں کی (ب) سادھوؤں کی

(ج) شاعروں کی (د) سپاہیوں کی

(iii) واجد علی شاہ میلہ دیکھنے کہاں گئے تھے؟

(الف) گلاب باغ (ب) لال باغ

(ج) عیش باغ (د) گردنی باغ

(iv) کس نے کہا مہمان نوازی کا سارا خرچ ہمارے خزانے سے دِلوایئے؟

(الف) بادشاہ نے　　(ب) راجا نے

(ج) وزیر نے　　(د) وزیرِ اعظم نے

(v) واجد علی شاہ کے انتقال کی خبر سن کر کس کی موت ہوگئی تھی؟

(الف) راہی کی　　(ب) بیراگی کی

(ج) دیوان کی　　(د) مہمان کی

2. **سوچیے اور بتایئے**

(i) آپ تو کوئی گیانی پنڈت معلوم ہوتے ہیں' بیراگی نے بادشاہ سے یہ کیوں کہا؟

(ii) مہاراج کے ماتھے پر پسینہ کیوں آ گیا؟

(iii) واجد علی شاہ کے انتقال کے بعد بیراگی پر کیا گذری؟

3. **ان لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے!**

(الف) دل کھول کر خرچ کرنا۔

(ب) ڈیرہ ڈالنا۔

(ج) تتر بتر ہونا۔

(د) سہارا دینا۔

(ر) موتیوں کی طرح چمکنا۔

(4) اس کہانی سے آپ کو کیا سبق ملتا ہے، مختصر میں بتائیں۔

عملی سرگرمیاں

(i) بیراگی کی طرح کسی دوسری کہانی کی تلاش کیجیے اور کلاس میں اپنے دوستوں کو سنایئے۔

(ii) اس جملے کو غور سے پڑھیے۔

"ہار کے کچھ دانوں پر بیراگی کے آنسو چھوٹے چھوٹے موتیوں کی طرح چمک رہے تھے"

اس جملے میں بیراگی کے آنسوؤں کو موتیوں سے تشبیہ دی گئی ہے، آپ اس طرح کے چار جملے بنا کر اپنے دوستوں کو سنایئے۔